نزول قرآن کی غرض وغائت

جناب رشید احمد صاحب بھٹی (ایم۔اے۔پی۔آئی۔ایس)

اپنے ہوں یا پرائے، سبھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ نزول قرآن کے وقت تمام عالم میں بالعموم اور سرزمین عرب میں بالخصوص جہالت کا دور دورہ تھا۔ بندے اپنے خالق و مالکِ حقیقی سے اپنا رشتہ عبودیت توڑ چکے تھے اور انہوں نے اپنے آپ کو کئی معبودانِ باطل کے ساتھ وابستہ کر رکھا تھا۔

قبیلے قبیلے کا بُت اک جدا تھا یہ عُزّیٰ پہ وہ نائلہ پر فدا تھا

قرآن حکیم نے آکر اس ٹوٹے ہوئے پیوند کو پھر سے جوڑنے کی دعوت دی اور صرف دعوت ہی نہیں دی، اس کا راستہ بھی بتلادیا۔ بس یہی نزول قرآن کی غرض و غائت تھی آیئے پہلے ذرا قرآن کی خصوصیت پر ایک نظر ڈال لیں۔

قرآن حکیم سُورۃ البقرہ کے آغاز ہی میں اعلان کرتا ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

الکتاب کے معنی ہیں "خاص کتاب"، بلکہ "اخص کتاب" اور قرآن حکیم کا یہ دعویٰ سو فیصد درست ہے۔ دنیا میں بے شمار کتابیں منظر عام پر آئیں اور قیامت تک منصہ شہود پر رونما ہوتی رہیں گی، مگر "الکتاب" ہونے کا شرف قرآن حکیم کو اور صرف قرآن حکیم کو حاصل ہے۔

آج کی متمدن دنیا میں کتابوں کی کوئی کمی نہیں ہے، مگر قدیم یا جدید کسی کتاب کو اٹھا کر دیکھ لو، اس کے مندرجات میں کوئی نہ کوئی کمی ضرور نکلے گی اس کے معتقدات آج اگر مکمل طور پر درست نظر آتے ہیں تو کل ان میں کوئی نہ کوئی سقم ضرور پایا جائے گا، مگر جس کتاب میں کوئی کمی نہیں اور جس کے معتقدات میں آج چودہ سو سال گزر جانے پر بھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اور نہ انشاء اللہ العزیز قیامت تک ہو گی، وہ فقط یہی "کتاب" ہے۔

دوسری کتابوں کے مصنف یا مؤلف اپنی اپنی کتابوں کی دوسری اور مابعد کی اشاعتوں

کے لئے ان پر نظرِ ثانی کرتے ہیں تو انہیں بسا اوقات اپنے نظریات تک کو بدلنا پڑتا ہے۔ اور عبارتوں اور جملوں کی بندشوں میں چستی پیدا کرنے کے لئے وہ ان میں بہت کچھ ردّ و بدل کرتے ہیں۔ مگر جس کتاب کے نظریات پر چودہ سو سال کی طویل مدت بھی اثر انداز نہ ہو سکی، جس کی عبارتوں میں کسی قسم کا جھول نہیں ہے اور جس کے الفاظ اور حروف، نقطوں اور شوشوں تک میں سرِ مو فرق نہیں آیا، وہ صرف یہی کتاب ہے۔

قرآن حکیم اپنے اس خاص بلکہ اخصّ کتاب ہونے کے دعوے پر پہلی دلیل یہ پیش کرتا ہے۔ لَا رَيْبَ فِيهِ ۛ

یعنی "اس میں شک اور تردّد کا شائبہ تک نہیں ہے" اور قرآن کا یہ بیان حقیقت پر مبنی ہے غیر الہامی کتابوں کا تو ذکر ہی کیا جن کتابوں کے متبعین کو ان کے الہامی ہونے کا دعویٰ ہے وہ بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کی الہامی کتابیں اپنی اصلی حالت میں موجود ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ بائیبل کے کئی ایڈیشن نکلے مگر ہر بار انسانی قلم کاری نے اس میں ایسے ایسے ردّ و بدل کئے کہ اب بائیبل کی شکل مسخ ہو کر رہ گئی ہے۔ اگر اس تحریف و تبدّل پر گفتگو کی جائے تو اس کیلئے ایک دفتر درکار ہوگا۔

قرآن حکیم کا یہ چیلنج پوری انسانیت کے لئے تھا اور اب تک ہے کہ وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○

البقرۃ : ۲۳

"اور اگر تم کو اس کتاب میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے تو اس جیسی ایک سورۃ بنا لاؤ اور اس کام کے لئے اللہ کے سوا اپنے تمام مددگاروں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔"

نزولِ قرآن سے پہلے عربوں کو اپنی فصاحت و بلاغت اور زبان آوری پر بڑا ناز تھا۔ بڑے بڑے شعراء اپنا اپنا کلام کعبۃ اللہ کی دیواروں پر آویزاں کر کے ایک دوسرے کو چیلنج دیا کرتے تھے مگر قرآن کے نزول کے ساتھ ہی یہ سب کے سب اس بے مثل کلام کی فصاحت و بلاغت کے قائل ہو گئے اور اپنا اپنا کلام کعبے کی دیواروں سے ہٹا لیا۔ البتہ امراء القیس کی بہن کا دعویٰ

تھا کہ قرآن بھی میرے بھائی کے کلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ اپنے بھائی کا کلام کعبۃ اللہ کی دیوار سے ہٹانے کے لئے تیار نہ ہوئی۔ مگر جب سورۃ ہُود کی یہ آیت نازل ہوئی۔

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي .... (آیت ۴۵)

تو وہ قرآن کی فصاحت وبلاغت کی قائل ہوگئی اور پھر اس نے بھی اپنے بھائی کا کلام کعبۃ اللہ کی دیوار سے ہٹا لیا۔

اب قرآن نے جو چیلنج دیا تو اس کی سب سے چھوٹی سورۃ یعنی الکوثر کو لکھ کر کعبۃ اللہ کی ایک دیوار پر آویزاں کر دیا گیا۔ بڑے بڑے شعراء نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ اس جیسی ایک سورۃ تو کیا اس کی ایک آیت جیسی ایک ایک آیت تیار کر لائیں۔ مگر سب کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور ان تین مختصر آیتوں پر اضافہ کیا تو کیا کیا۔ مَا هٰذَا قَوْلُ الْبَشَرِ کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔

اعتذار

خواجہ عبدالحمید صاحب کا مضمون قادیانیت کے موضوع پر اس شمارہ میں شامل تھا، مگر عین طباعت کے وقت پریس والوں نے گورنمنٹ کی اس پابندی کی وجہ سے جو فرقہ وارانہ لٹریچر چھاپنے پر لگائی گئی تھی، یہ مضمون چھاپنے سے انکار کر دیا۔ جس کی وجہ سے نہ صرف پرچے کی اشاعت میں کچھ تاخیر ہوگئی۔ بلکہ آٹھ صفحات بھی کم کرنا پڑے۔ ادارہ ۴۸ صفحات کی بجائے ۴۰ صفحات کا شمارہ پیش کرنے کے لئے معذرت خواہ ہے۔

—— یہاں ایک امر قابل ذکر ہے کہ پابندی تو فرقہ وارانہ لٹریچر کی اشاعت پر لگائی گئی ہے اور قادیانی اسلام کا فرقہ ہیں ہی کب؟ — نہ جانے اس قوم کو کب ہدایت آئے گی!

(ادارہ)